بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

بیاد امام محمد انور، شہید

النور انٹرنیشنل

اپریل 2016ء

جُمادی الآخِرۃ / رَجب 1437ھ

عالمگیر مرکز احمدیہ انجمن اشاعت اسلام، ختم نبوت کی داعی واحد جماعت، کا ترجمان

حضرت محمد مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) آخری نبی ہیں اور اُن کے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا، نہ نیا نہ پُرانا

حضرت مرزا غلام احمد کا دعویٰ مجدد صد چاردہم تھا نبوت نہیں

مدیران

شاہد عزیز

مسز سمیرا احمد

فہرست مضامین

.1	اعلانات وخبریں	۲
.2	تصاویر محمد انور شہید	۳
.3	کلام امام	
	اسلامی اصول کی فلاسفی سے اقتباس	۵
.4	خواجہ غلام فریدؒ کا خط بنام حضرت میرزا غلام احمد قادیانی	۶
.5	حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا نمونہ	
	از حضرت ڈاکٹر بشارت احمد صاحبؒ	۷

عالمگیر (ذیلی مرکز)

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام

پتہ برائے خط وکتابت

15 Stanley Ave, Wembley, UK HA0 4JQ

www.virtualmosque.co.uk

ای میل: info@aaiil.uk

نشریات

وقت بمطابق برطانوی ٹائم

www.virtualmosque.co.uk پر

پروگرام واوقات

جمعہ - انگریزی 13:00

درس - بعد از جمعہ انگریزی 13:30

ماہانہ اجلاس - انگریزی - ہر ماہ پہلی اتوار 15:00

عیدین - انگریزی 11:00

پنجاب ریڈیو

عیدین - پنجابی 13:00 سکائی چینل نمبر 130

سکائپ

تقاریر اور مباحثہ - ہر اتوار 09:00

سکائپ آئی ڈی Lahori-Ahmadi

اعلانات اور خبریں

انگلستان

شہید کی عظمت کا اندازہ اِس بات سے ہوتا ہے کہ حضرت نبی کریم نے جنگِ اُحد کے شہدا کا جنازہ نہ پڑھا۔ (بخاری) اور چار میں سے تین امام اِس پر مُتفق ہیں کے شہید کا جنازہ پڑھنا ضروری نہیں۔ اِس کی دو وجوہات ہو سکتی ہیں۔ اول تو قرآن فرماتا ہے کہ شہید مرتے نہیں وہ ہمیشہ زندہ رہتے ہیں (البقرۃ) اور دوم یہ کہ نماز جنازہ دُعاِ مغفرت ہے اور شہید کو اِس کی ضرورت نہیں۔ قرآن کے مطابق موت کے بعد اللہ تعالیٰ ایک متوفی کو جو سب سے اونچا مرتبہ عطا کرتا ہے وہ یہ ہے کہ جنت میں وہ شُہدا، نبیوں اور صدیقین کی معیت میں ہوں گے۔ یہ عظیم مرتبہ کس کو عطا ہو گا کوئی نہیں جانتا لیکن شہید کو اِن عظیم بزرگوں کی صحبت یقینی ہے۔

محمد انور، ہمارے شہید ہیں۔ وہ جماعت انگلستان کے شہید ہیں۔ پاکستان سے باہر جماعتوں میں ہماری جماعت غالباً واحد جماعت ہے جس کے امام نے شہادت کا جام نوش کر کے جہاں ہمارا سر فخر سے بُلند کر دیا وہاں ہمارے کمزور کندھوں پر ایک بھاری ذمہ داری بھی ڈال دی۔ اور وہ یہ ہے کہ ہم اُن کے نقشِ قدم پر چلیں اور ہم بھی اپنی زندگیاں اِس جماعت کی فلاح و بہبود کی خاطر داؤ پر لگا دیں۔

جب اُنہوں نے سکول کو خیر آباد کہا تو وہ صرف میٹرک تھے لیکن اُنہوں نے اپنی ہمت اور زورِ بازو سے ایم اے تک کر لیا جو ایک اعلیٰ تعلیمی سند ہے۔ اپنی ہمت، محنت اور ایمانداری کی بل بوتے پر وہ سکول ہیڈ ماسٹر کے عہدہ تک جا پہنچے۔ یہ کوئی معمولی کامیابی نہیں تھی۔ لیکن جب ۱۹۷۴ء میں جماعت کی خاطر اپنا سب کچھ قربان کرنا پڑا تو نہ محمد انور اور نہ ہی اُن کی اہلیہ نے کسی ہچکچاہٹ کا مظاہرہ کیا۔ سامان، کپڑے، زیور، غرض کہ ہر چیز لُٹا کر دونوں صرف ایمان کی دولت ساتھ لئے حضرت ڈاکٹر سعید احمد صاحبؒ مرحوم کے گھر ایبٹ آباد پہنچے۔

صرف ایک اِس موقع پر نہیں، جب بھی جماعت نے آواز دی آپ نے اُس پر لبیک کہا۔ جس قربانی کا مطالبہ کیا وہ دی۔ جماعت کو انگلستان میں امام کی ضرورت تھی تو پہلے چھٹی لے کر اور بعد میں اچھی

امام محمد انور شہید

مقام فیض کوئی راہ میں مِلا ہی نہیں
جو کوئے یار سے نکلے تو سوئے دار چلے

بھلی سرکاری نوکری چھوڑ کر لاہور چلے آے۔ لندن تشریف لائے تو رہنے کو سر پر چھت بھی نہیں تھی۔ بہت تلاش کے بعد میاں بیوی نے ایک چھوٹا سا کمرہ کرایہ پر حاصل کیا اور اپنے کام میں کھو گئے۔ جب مرکز نے جماعت انگلستان کے لئے ایک مکان خریدا تو وہاں رہائش اختیار کر لی۔

یہاں کام شروع ہی ہوا تھا کہ جماعت گیانا (جنوبی امریکہ) کی دعوت پر اُس جماعت کی عالیشان مسجد کی رسم افتتاح میں شریک ہونے جارج ٹاؤن تشریف لے گئے اور ایک ظالم کے ہاتھوں شہید کر دیئے گئے۔ انا اللہ وانا الیہ راجعون۔ لیکن شہید کبھی مرتا نہیں۔ اور جس مقصد کی خاطر وہ جان دیتا ہے، وہ حاصل ہو جائے تو اُس کی قربانی ضائع نہیں جاتی۔

اللہ نے تو انور صاحب کو زندہ قرار دے دیا اب یہ ہمارا فرض ہے کہ اُنہیں یاد رکھیں۔ جس مقصد کے لئے اُنہوں نے اپنی جان دی اُس کو عزیز رکھیں۔ اور جیسا کہ ایک تقریر میں پریزیڈینٹ کینیڈی نے کہا تھا: ”یہ مت پوچھو کہ میرے ملک نے میری کیا خدمت کی ہے، یہ پوچھو کہ میں اپنے وطن کی کیا خدمت کر سکتا ہوں؟“

محترم چوہدری مسعود اختر صاحب سے جب میں نے انور صاحب کے متعلق پوچھا تو اُنہوں نے فرمایا۔ ”وہ تو بڑا ہی بھلا مانس انسان ہے“۔ اللہ اُس بھلے مانس کے درجات اور بُلند کرے۔ (آمین)

وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ قُتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتًا ۚ بَلْ أَحْيَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُونَ (آلعمران ١٦٩)

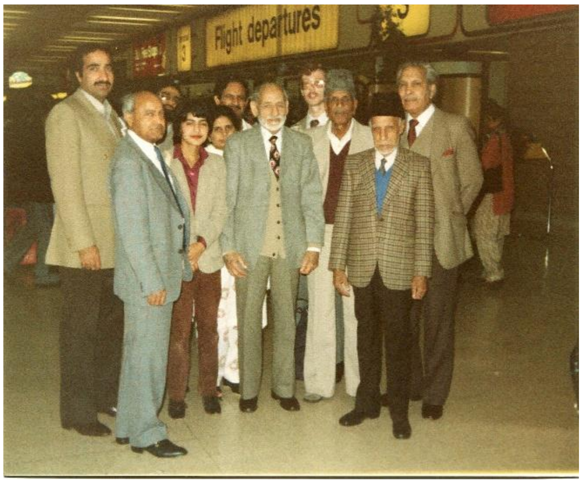

وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِنَ الْخَوْفِ وَالْجُوعِ وَنَقْصٍ مِنَ الْأَمْوَالِ وَالْأَنْفُسِ وَالثَّمَرَاتِ ۗ وَبَشِّرِ الصَّابِرِينَ (البقرة ١٥٥)

يَٰٓأَيَّتُهَا ٱلنَّفۡسُ ٱلۡمُطۡمَئِنَّةُ ٱرۡجِعِيٓ إِلَىٰ رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرۡضِيَّةً فَٱدۡخُلِي فِي عِبَٰدِي وَٱدۡخُلِي جَنَّتِي (الفجر، ۲۷ تا ۳۰)

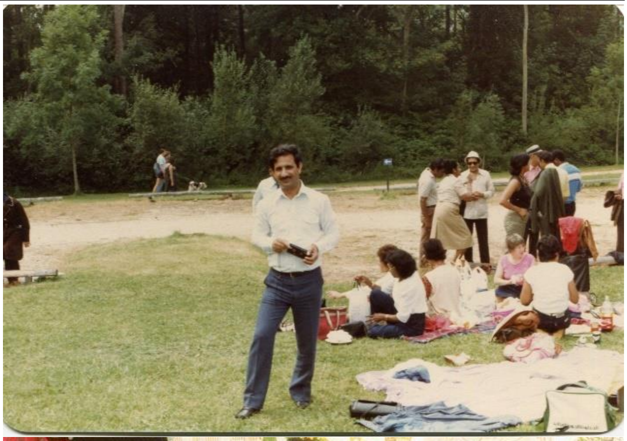

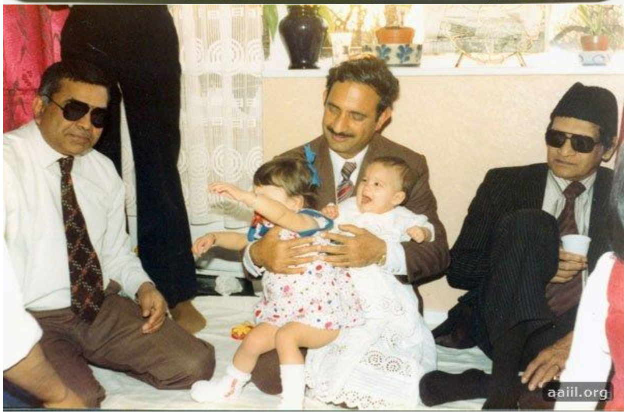

کسی کے فراق میں چند آنسو

محمد صالح نُور

راہِ وفا میں جتنے بھی مشکل مقام تھے
طے کر کے ایک جست میں کیسے نکل گیا
کتنی حَسین ہے موت جو راہِ خُدا میں آئے

انسان ورنہ کیا ہے کہ آج آیا کل گیا
"اے میرے دوست تو نے تو منزل کو پالیا"
مَٹی جو دی، تو منہ سے یہ کلمہ نکل گیا
اتنے بڑے سفر پہ اکیلے ہی چل دیے
تیری محبتوں کا پتہ دوست چل گیا
فرمان ہے شہید کو مردہ نہیں کہو
اِس حکمِ ایزدی سے میرا دِل سنبھل گیا
ہے آرزو کہ میں بھی تیری راہ پر چلوں
انورؒ۔ تو زندگی کا میری رُخ بدل گیا

فُل بروک سکول کے چار طالبعلموں نے یو کے ایم ٹی یتھس چیلنج میں حصہ لیا۔ مقابلہ ٹرنٹی سکول کرؤلی میں منعقد ہوا۔ مقابلے میں ۲۴ سکولوں نے حصہ لیا۔ فُل بروک کی ٹیم میں ہماری جماعت کی زبیدہ احمد بھی تھیں۔ فُل بروک اور ٹفن گرلز سکول دونوں اول نمبر پر آئے۔ اب دونوں ٹیمیں لندن میں ۲۰ جون بروز پیر نیشنل مقابلے میں حصہ لیں گی۔ جماعت کی طرف زبیدہ احمد اور اُن کی فیملی کو بہت بہت مبارک ہو۔

جرمنی

افروری کو ایک پرائمری سکول کی ٹیچر اور بچے برلن مسجد گئے۔ قائم مقام امام مسجد مدثر عزیز صاحب نے اُنہیں مسجد کی تاریخ اور اسلام کے متعلق ایک مُختصر لیکچر دیا۔ لیکچر کے بعد چائے اور بسکٹوں سے مہمانوں کی خاطر تواضع کی گئی۔

۷ فروری کو جماعت احمدیہ لاہور کی جرمن شاخ ایک اِنٹر فیتھ برانچ کی میزبان تھی۔ مقصد یہ تھا کہ مُختلف مذاہب کے درمیان بہتر فضا پیدا کی جائے۔ مہمانوں کو مسجد کی تاریخ پر لیکچر دیا گیا۔ یو این ورلڈ اِنٹر فیتھ یہ فنکشن ہر سال کم از کم ایک دفعہ مُنعقد کرتی ہے۔

۱۷ فروری کو ایک تبلیغی چرچ مسجد میں آیا۔ اُنہیں ہماری تشریح و تفسیر اسلام کے متعلق معلومات مُہیا کی گئیں۔

۲۰ فروری کو ڈاکٹر جونکر، عصمت سیدہ حسین، جن کے آبا ءنے ۱۹۴۷ میں ہماری مسجد میں اسلام قبول کیا تھا، کے ساتھ مسجد تشریف لائیں۔ عصمت سیدہ نے بڑے شوق سے وہ کمرے دیکھا جہاں جنگ عظیم کے دوران اُن کی دادی نے پناہ لی تھی۔

۲۶ فروری کو Heavenly Culture, World Peace, Restoration of Light نے مدثر عزیز صاحب کو مُختلف مذاہب کے درمیان مندرجہ ذیل موضوع پر تبادلہ خیالات کی دعوت دی۔
“The reasons of belief which respective religious scriptures can provide to Believers..” اِس میٹنگ میں جماعت کو دیگر مذاہب کے متعلق بہت سی دلچسپ معلومات ملیں اور اِس تنظیم کے ساتھ روابط اور تعلقات بڑھانے کو موقع دیا ہے۔ انشاءاللہ اِن تعلقات سے جماعت اور تبلیغی مساعی کو مزید توسیع واستحکام حاصل ہو گا۔ دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمارے سب مشنز کو بھاری کامیابیاں عطا فرمائے۔ (آمین، ثم آمین)

کلامِ امام

اور پھر آگے (قرآن) فرماتا ہے کہ تم اپنے مالوں اور جانوں میں بھی آزمائے جاؤ گے۔ لوگ تمہارے مال لوٹیں گے، تمہیں قتل کریں گے اور تم یہودیوں اور عیسائیوں اور مشرکوں کے ہاتھ سے بہت ہی ستائے جاؤ گے۔ وہ بہت کچھ ایذا کی باتیں تمہارے حق میں کہیں گے۔ پس اگر تم صبر کرو گے اور بیجا باتوں سے بچو گے تو یہ ہمت اور بہادری کا کام ہو گا۔ ان تمام آیات کا مطلب یہ ہے کہ بابرکت علم وہی ہوتا ہے جو عمل کے مرتبہ میں اپنی چمک دکھاوے اور منحوس علم وہ ہے جو صرف علم کی حد تک رہے کبھی عمل تک نوبت نہ پہنچے۔

جاننا چاہئے کہ جس طرح مال تجارت سے بڑھتا ہے اور پھولتا ہے۔ ایسا ہی علم عملی مزاولت سے اپنے روحانی کمال کو پہنچتا ہے۔ سو علم کو کمال تک پہنچانے کا بڑا ذریعہ عملی مزاولت ہے۔ مزاولت سے علم میں نور آجاتا ہے اور یہ بھی سمجھو کہ علم کا حق الیقین کے مرتبہ تک پہنچنا اور کیا ہوتا ہے۔ یہی تو ہے کہ عملی طور پر ہر ایک گوشہ اس کا آزمایا جاوے۔ چنانچہ اسلام میں ایسا ہی ہوا۔ جو کچھ خدا تعالیٰ نے قرآن کے ذریعہ سے لوگوں کو سکھایا ان کو یہ موقع دیا کہ عملی طور پر اس تعلیم کو چمکاویں اور اس کے نور سے پُر ہو جاویں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے دو زمانے

اسی غرض سے خدا تعالیٰ نے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سوانح کو دو حصوں پر منقسم کر دیا۔ ایک حصہ دکھوں اور مصیبتوں اور تکلیفوں کا اور دوسرا حصہ فتحیابی کا۔ تا مصیبتوں کے وقت میں وہ خلق ظاہر ہوں جو مصیبتوں کے وقت ظاہر ہوا کرتے ہیں اور فتح اور اقتدار کے وقت میں وہ خلق ثابت ہوں جو بغیر اقتدار کے ثابت نہیں ہوتے۔ سو ایسا ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دونوں قسم کے اخلاق دونوں زمانوں اور دونوں حالتوں کے وارد ہونے سے کمال وضاحت سے ثابت ہو گئے۔ چنانچہ وہ مصیبتوں کا زمانہ جو ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر تیرہ برس تک مکہ معظمہ میں شامل حال رہا۔ اس زمانہ کی سوانح پڑھنے سے نہایت واضح طور پر معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ اخلاق جو مصیبتوں کے وقت کامل راستباز کو دکھلانے چاہئیں یعنی خدا پر توکل رکھنا

اور جزع فزع سے کنارا کرنا اوراپنے کام میں سست نہ ہونا اور کسی کے رعب سے نہ ڈرنا ایسے طور پر دکھلا دے ئے جو کفار ایسی استقامت کو دیکھ کر ایمان لائے اور شہادت دی کہ جب تک کسی کا پورا بھروسہ خدا پر نہ ہو تو اس استقامت اوراس طور سے دکھوں کی برداشت نہیں کر سکتا۔

اور پھر جب دوسرا زمانہ آیا یعنی فتح اوراقتدار اور ثروت کا زمانہ، تو اس زمانہ میں بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اعلیٰ اخلاق عفو اور سخاوت اور شجاعت کے ایسے کمال کے ساتھ صادر ہوئے جو ایک گروہ کثیر کفار کا انہی اخلاق کو دیکھ کر ایمان لایا۔ دکھ دینے والوں کو بخشا اور شہر سے نکالنے والوں کو امن دیا۔ ان کے محتاجوں کو مال سے مالا مال کر دیا اور قابو پاکر اپنے بڑے بڑے دشمنوں کو بخش دیا۔ چنانچہ بہت سے لوگوں نے آپ کے اخلاق دیکھ کر گواہی دی کہ جب تک کوئی خدا کی طرف سے اور حقیقتاً راستباز نہ ہو یہ اخلاق ہرگز دکھلا نہیں سکتا۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کے دشمنوں کے پرانے کینے یکلخت دور ہوگئے۔ آپ کا بڑا بھاری خلق جس کو آپ نے ثابت کرکے دکھلا دیاوہ خلق تھا جو قرآن شریف میں ذکر فرمایاگیاہے اور وہ یہ ہے۔ قل ان صلاتی ونسکی ومحیای ومماتی للہ رب العالمین (الانعام:۱۶۳) یعنی ان کو کہہ دے کہ میری عبادت اور میری قربانی اور میرا مرنا اور میرا جینا خدا کی راہ میں ہے یعنی اس کا جلال ظاہر کرنے کے لئے اور نیز اس کے بندوں کے آرام دینے کے لئے ہے تا میرے مرنے سے ان کو زندگی حاصل ہو۔ اس جگہ جو خدا کی راہ میں اوربندوں کی بھلائی کیلئے مرنے کا ذکر کیاگیاہے اس سے کوئی یہ خیال نہ کرے کہ آپ نے نعوذ باللہ جاہلوں یا دیوانوں کی طرح در حقیقت خودکشی کا ارادہ کرلیاتھا۔ اس وہم سے کہ اپنے تئیں کسی آلہ سے قتل کے ذریعہ سے ہلاک کر دینا اوروں کو فائدہ پہنچائے گا بلکہ آپ ان بیہودہ باتوں کے سخت مخالف تھے اور قرآن ایسی خودکشی کے مرتکب کو سخت مجرم اور قابل سزا ٹھہراتاہے۔ جیساکہ فرماتاہے۔ ولا تلقوا بایدیکم الی التہلکۃ (البقرۃ:۱۹۶) یعنی خودکشی نہ کرو اوراپنے ہاتھوں سے اپنی موت کے باعث نہ ٹھہرو اور یہ ظاہر ہے کہ اگر مثلاً خالد کے پیٹ میں درد ہو اور زید اس پر رحم کرکے اپنا سر پھوڑے تو زید نے خالد کے حق میں کوئی نیکی کا کام نہیں کیا بلکہ اپنے سر کو احمقانہ حرکت سے ناحق پھوڑا۔ نیکی کا کام تب ہوتا اگر وہ اُس کے لئے عمدہ دوائیں میسر کرتا اور طباعت کے قواعد کے موافق اس کا علاج کرتا۔ مگر اس کے سر کے پھوڑنے سے زید کو تو کوئی فائدہ نہ پہنچا۔ ناحق اس نے اپنے وجود کے ایک شریف عضو کو دکھ پہنچایا۔ غرض اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے واقعی ہمدردی اور محنت اٹھانے سے بنی نوع کی رہائی کیلئے جان کو وقف کر دیا تھا اور دُعا کے ساتھ اور تبلیغ کے ساتھ اوران کے جوروجفا اٹھانے کے ساتھ اور ہر ایک مناسب اور حکیمانہ طریق کے ساتھ اپنی جان اور اپنے آرام کو اس راہ میں فدا کر دیا تھا۔ (اسلامی اصول کی فلاسفی)

حضرت خواجہ غلام فرید کا خط

(نوٹ: خواجہ غلام فرید بہاولپور کے ایک مشہور صوفی اور پیر تھے۔ حضرت صاحب نے جب ہندوستان کے علماء کو مقابلہ و مباہلہ کے لئے چیلنج کیا تو آپ نے حضرت خواجہ صاحب کو مُخاطب کیا۔ خواجہ صاحب نے جو جواب لکھا وہ یہاں دیا گیاہے۔ یہ خط ارشاداتِ فریدی، جو خواجہ صاحب کے مریدوں نے اُن کی وفات کے بعد شائع کی اُس کے پہلے ایڈیشنوں میں یہ شامل تھا لیکن بعد میں "اصلاح" کرکے نکال دیا گیا۔)

اس عرصہ میں جو کچھ مکرمی خواجہ غلام فرید صاحب چشتی پیر نواب صاحب بہاولپور سے اس عاجز کی خط وکتابت ہوئی محض بہ نیت فائدہ عام وہ تمام خطوط جانبین چھاپ دئے جاتے ہیں شاید کسی بندہ خدا کو اس سے فائدہ ہو وانما الاعمال بالنیات۔

خواجہ صاحب کا وہ پہلا خط جو ضمیمہ انجام آتھم کے ۳۹ صفحہ پر طبع ہوا

تمام تعریفیں اس خدا کیلئے ہیں جو رب الارباب ہے اور درود اس رسول مقبول پر جو یوم الحساب کا شفیع ہے اور نیز اس کے آل اوراصحاب پر اور تم پر سلام اور ہر ایک پر جو راہ صواب میں کوشش کرنے والا ہو۔ اس کے بعد واضح ہو کہ مجھے آپ کی وہ کتاب پہنچی جس میں مباہلہ کیلئے جواب طلب کیاگیاہے اور گرچہ میں عدیم الفرصت تھا تاہم میں نے اس کتاب کے ایک جز کو جو حسن خطاب اور طریق عتاب پر مشتمل تھی پڑھی ہے۔ سوائے ہر ایک حبیب سے عزیز تر تجھے معلوم ہو کہ میں ابتداء سے تیرے لئے تعظیم کرنے کے مقام پر کھڑا ہوں تا مجھے ثواب حاصل ہو۔ اور کبھی میری زبان پر بجز تعظیم اور تکریم اوررعایت آداب کے تیرے حق میں کوئی کلمہ جاری نہیں ہو اور اب میں تجھے مطلع کرتا ہوں کہ میں بلاشبہ تیرے نیک حال کا معترف ہوں اور میں یقین رکھتا ہوں کہ تو خدا کے صالح بندوں میں سے ہے اور تیری سعی عند اللہ قابل شکر ہے جس کا اجر ملے گا اور خدائے بخشندہ بادشاہ کا تیرے پر فضل ہے میرے لئے عاقبت بالخیر کی دعا کر اور میں آپ کے لئے انجام خیر وخوبی کی دعا کرتا ہوں۔ اگر مجھے طول کا اندیشہ نہ ہوتا تو میں زیادہ لکھتا۔ والسلام علی من سلک سبیل الصواب۔

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا نمونہ

حضرت ڈاکٹر بشارت احمدؒ

حضرت مرزا صاحبؒ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام اور آپ کے خلیفہ تھے وہ اپنے آقا سے جدا اپنا نصب العین نہیں بناسکتے تھے اب دیکھنا یہ ہے کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نصب العین کیا تھا؟ میں عرض کر چکا ہوں کہ تمام انبیاء و رسل کا نصب العین سوائے لا الٰہ الا اللہ کے اور کچھ نہیں ہو تا وہ دنیا میں خدا کی توحید اور اس کی بادشاہی قائم کرنا چاہتے ہیں تو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نصب العین بھی سوائے اس کے اور کیا ہو سکتا تھا یہ سچ ہے کہ دشمنان اسلام پادریوں وغیرہ نے آپ پر یہ الزام لگایا ہے کہ نعوذ باللہ آپ دنیا کی سلطنت حاصل کرنا چاہتے تھے لیکن ہر ایک محقق اور تاریخ سے واقف جانتا ہے کہ یہ کس قدر دروغ اور بہتان ہے خود اہل مکہ نے آپ کے سامنے دولت، عورت، سلطنت سبھی کچھ تو پیش کیا کہ یہ سب کچھ لے لو اور توحید کا وعظ چھوڑ دو لیکن آپ نے ان سب چیزوں کو نہایت حقارت سے رد کر دیا اور خدا کی توحید اور خدا کی بادشاہت کو قائم کرنے کا نصب العین ایک لمحہ کے لئے بھی ترک نہ کیا اور یہ اتنا بلند نصب العین تھا کہ دنیا کا کوئی نصب العین اس کے پاسنگ کے برابر بھی نہیں ہو سکتا۔ دنیا داروں کے نصب العین میں نفس اور اس کی خواہشات کا حصہ ضرور ہوتا ہے خواہ وہ کسی فرد کی خواہش نفس ہو یا کسی قوم کی وہ لوگ باوجود دنیا کی سلطنت کو حاصل کر لینے کے نفس اور شیطان کی غلامی سے آزاد نہیں ہوتے لیکن خدا کی توحید اور اس کی بادشاہی کو نصب العین بنانے میں نفس اور خواہشات کی غلامی سے انسان بکلی آزاد ہو جاتا ہے اور ان حالات میں جو قوم کی تعمیر ہوتی ہے اور اس میں جو قومی کیریکٹر پیدا ہوتا ہے وہ اس قدر بلند اور پاکیزہ ہوتا ہے کہ اس کے کمالات اور خوبیوں کو دنیا کی کوئی قومی تعمیر پا نہیں سکتی اور اس خدائی کلچر اور تہذیب کے سامنے تمام دنیوی اور مادی کلچر اور تہذیب کوئی حقیقت نہیں رکھتے۔ خدا کی بادشاہت کو قائم کرنے والے اگرچہ دنیا کی سلطنت کے پیچھے نہیں دوڑتے مگر دنیا کی سلطنت ان کے پیچھے دوڑتی ہے اور ان کے قدموں پر اپنا سر رکھتی ہے نانچہ دیکھ لو حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی قوم کا نمونہ ہمارے سامنے ہے

آپ نے فقط خدا کے نام کو دنیا میں بلند کرنا اور اسی کی توحید اور بادشاہی کو انسان کے قلوب میں قائم کرنا چاہا تھا اس نصب العین کو مد نظر رکھ کر جو قوم آپ کی تیار ہوئی اس کا قومی کیریکٹر کس قدر حیرت انگیز ہمیں نظر آتا ہے کہ ایک جاہل اور بت پرست وحشی اور درندہ قوم پرلے درجہ کی مہذب اور باخدا قوم بن گئی اور دنیا کی سلطنتیں اس قوم کے قدموں پر گرتی چلی گئیں اور یہ اس لئے تھا کہ وہ اس بات کا حق رکھتے تھے کہ خدا کی زمین پر خلیفہ بنیں۔ یہی معنی ان الارض یرثہا عبادی الصالحون کے ہیں کہ جب اس طرح ایک قوم بن جاتی ہے اور اس کے قومی کیریکٹر کی اصلاح ہو جاتی ہے تو وہ زمین کے وارث ہونے کی مستحق ہو جاتی ہے پس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا آپ کی قوم کا یہ نصب العین قرار دینا کہ ان کا مقصد فقط دنیا کی سلطنت کا حصول تھا ان کی صریح ہتک اور دشمنوں کا بہتان ہے ایک خدا پرست مؤحد انسان کا نصب العین اس قدر ادنیٰ نہیں ہو سکتا اس کی نظر میں یہ ایک بت ہے جس کا انسانی قلب کے بیت اللہ میں ہونا شرک اور بت پرستی ہے اس کا نصب العین فقط اللہ تعالیٰ کی توحید اور اسی کی بادشاہی کو انسان کے قلب میں قائم کرنا ہوا کرتا ہے ہاں جب انسان کے قلب میں خدا کی بادشاہی قائم ہو جاتی ہے تو پھر ظاہر میں اس کا نتیجہ یہ بھی ہوا کرتا ہے کہ دنیا کی بادشاہیاں اس کی غلام ہو جاتی ہیں اور وہی قوم ہوتی ہے جس کی بادشاہی کی نسبت یہ کہنا بجا ہوتا ہے کہ یہ خدا کی بادشاہی ہے جو زمین پر قائم ہوئی اور اسی کو صحیح معنوں میں اسلامی بادشاہی کہا جائے گا کیونکہ اس کے حاملین کے قلوب میں خدا کی بادشاہی اور اس کے قوانین کی حرمت ایسی مستحکم ہوتی ہے کہ خدا کے قوانین کی فرمانبرداری کا جذبہ ان کے ہر ایک نفسانی اور مصلحتی اور سیاسی جذبہ پر غالب ہوتا ہے۔ ایک مسلمان بادشاہ کی بادشاہی جب تک وہ دل سے خدا کی بادشاہت کا فرمانبردار نہ ہو اور اس کے قوانین کی حرمت اور عزت کے سامنے ہر ایک اپنی مصلحت اور سیاست اور نفسانی اغراض کو وہ پس پشت نہ ڈال دے صحیح معنوں میں اسلامی بادشاہی نہیں کہی جاسکتی۔ اسلامی سیاست جس کا ان دنوں اس قدر شہرہ ہے یہی ہے کہ دنیا میں خدا کی بادشاہی قائم کی جائے نہ کہ کسی خاص فرد یا کسی خاص قوم کی بادشاہت کوئی مسلمان فرد یا قوم اگر اپنی بادشاہت میں خدا کی بادشاہت کو قائم کر کے نہیں دکھاتی تو اسے کسی خاص مسلمان قوم کی بادشاہی بے شک کہہ لو لیکن

اسے اسلامی بادشاہی نہیں کہا جا سکتا۔

خدا کی بادشاہی قائم کرنے کا ذریعہ

پس انسان کے قلب میں خدا کی بادشاہی کا قائم کرنا وہ حقیقی نصب العین یا اسلامی سیاست ہے جو تمام انبیاء و رسل اور ہماری سرکار حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مد نظر تھا اب دیکھنا یہ تھا کہ قلوب میں خدا کی بادشاہی کے قائم کرنے کا ذریعہ کیا ہے جہاں تک مذہب کی تاریخ ہمیں بتاتی ہے اور قرآن کریم سے ہمیں سمجھ آتی ہے وہ ذریعہ ہے "خدا پر زندہ ایمان" یعنی انسان کے دل میں یہ یقین پیدا ہو جائے کہ خدا ہے اور وہ بندوں کے معاملات میں متصرف بالارادہ ہے اور اسی کی بتائی ہوئی ہدایات اور قوانین پر چلنے سے انسان فلاح پا سکتا ہے اس زندہ ایمان سے انسان میں قوت عمل پیدا ہوتی ہے اور جیسے جیسے خدا کے وعدوں پر ایمان ترقی کرتا ہے انسان میں ایثار اور قربانی کی روح ترقی کرتی ہے اور یہی وہ چیز ہے جس سے مسلمانوں کا قومی کیریکٹر دوسرے لفظوں میں اسلامی کیریکٹر پیدا ہوتا ہے علاوہ ازیں خدا کی توحید اور اس کی بادشاہی کو جب ایک قوم اپنا نصب العین بنائے گی تو یہ اس قدر بلند نصب العین ہے کہ اس کی وجہ سے لوگوں کے باہمی جھگڑے مناقشات ختم ہو کر قوم میں حقیقی اتحاد اور نظام پیدا ہو جانا لابد ہے جو انسان کی دینی ترقیات کے علاوہ دنیوی ترقیات کے لئے بھی بطور جڑ کے ہے کیونکہ جب کسی قوم میں قومی کیریکٹر اور اتحاد و نظام پیدا ہو جاتا ہے تو اس قومی تعمیر کے بعد دنیا کی سلطنت و حکومت اس کے قدموں میں آ پڑنے کو اپنی خوش نصیبی اور فخر سمجھا کرتی ہے۔

ایک اپیل

حضرت ڈاکٹر بشارت احمدؒ کا مندرجہ بالا آرٹیکل پڑھیں اور سوچیں کہ مسلمان اپنے مقصد سے کتنے دور جا پڑے ہیں۔ صرف ایک یہ چھوٹی سی جماعت دُنیاوی عہدوں کے پیچھے نہیں بھاگتی بلکہ خدا کے دین اور خاتم النبیینؐ کی عظمت قائم کرنے کے لئے کوشش کر رہی ہے۔ سُو عزیز و اپنی کوششوں اور وقت اور پیسے کی قربانیوں کو اور تیز کر دو تاکہ آنے والی نسلیں حیران رہ جائیں کہ اِن مٹھی بھر ناتوانوں نے کس طرح اپنی روایات کا بھرم رکھا اور اپنی بزرگوں کے راستے پر چل دُنیا بدل ڈالی۔ شاہد عزیز

حضرت مرزا غلام احمد صاحبؒ
اور
عالمگیر جماعت احمدیہ لاہور کے عقائد

1. اللہ تعالیٰ کی توحید اور حضرت محمد ﷺ کی رسالت پر ایمان

2. آنحضرت ﷺ خاتم النبیین ہیں۔ بالفاظ بانی سلسلہ احمدیہ: "اِس بات پر محکم ایمان رکھتا ہوں کہ ہمارے نبی ﷺ کے بعد کوئی نہیں آئے گا نیا ہو یا پُرانا"، "جو شخص ختم نبوت کا منکر ہو اُسے بے دین اور دائرہ اسلام سے خارج سمجھتا ہوں۔"، "میرا یقین ہے کہ وحی رسالت حضرت آدم صفی اللہ سے شروع ہوئی اور جناب رسول اللہ ﷺ پر ختم ہو گئی۔"

3. قرآن اللہ تعالیٰ کی آخری اور کامل کتاب ہے جس کا کوئی حکم منسوخ نہیں، نہ قیامت تک منسوخ ہو گا۔

4. بمطابق فرمان نبوی حضرت ﷺ کے بعد مجدد ین آئیں گے۔ اِس امت میں ایسے لوگ ہوں گے جو نبی نہ ہوں گے مگر اللہ تعالیٰ اُن سے کلام کرے گا۔ رجال یکلمون من غیر ان یکونو انبیاء

5. ہم تمام صحابہ کرامؓ اور تمام آئمہ دین کی عزت کرتے ہیں خواہ وہ اہل سنت کے مسلمہ بزرگ ہوں یا اہل تشیع کے اور کسی صحابی یا امام، محدث یا مجدد کی تحقیر کو نفرت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔

6. ہر اُس شخص کو جو لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کا اقرار کرتا ہے اصولاً مسلمان ہے۔ خواہ اُس کا تعلق کسی بھی فرقہ سے ہو۔

7. حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کا دعویٰ مجدد، مسیح موعود اور مہدی ہونے کا تھا۔ نبی ہونے کا ہرگز نہیں۔ اُن کے اپنے الفاظ میں: "اور اِن لوگوں نے مجھ پر افتراء کیا ہے جو یہ کہتے ہیں کہ یہ شخص نبی ہونے کا دعویٰ کرتا ہے۔"

ہمیں کسی دُنیاوی پارلیمنٹ سے مسلمان ہونے کا سرٹیفکیٹ نہیں چاہیے۔ اللہ تعالیٰ کے حضور ہم مسلمان ہیں۔ الحمد للہ یہ کافی ہے۔